امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید عراقی

امام ابو بکر خطیب بغدادیؒ بلند پایہ محدث، مورخ اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام علوم اسلامیہ میں صاحب کمال تھے۔ علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ ۲۴/ جمادی الاخریٰ ۳۹۲ھ کو بغداد کے قریب ایک قصبہ درزیحان میں ان کی ولادت ہوئی لیکن ان کی نشوونما بغداد میں ہوئی۔ اسی لئے بغدادی مشہور ہوئے۔ {۱}

اساتذہ و تلامذہ : خطیب کے اساتذہ اور تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ علامہ سمعانی، حافظ ابن سبکی اور امام ذہبی نے اپنی اپنی کتابوں میں خطیب کے اساتذہ و تلامذہ کے نام درج کئے ہیں۔ {۲}

تحصیل علم : خطیب نے ۲۰ سال کی عمر میں بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد تحصیل علم کے لئے بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، ہمدان، مکہ، مدینہ اور دمشق تشریف لے گئے اور ہر جگہ اساطین علم و فن سے استفادہ کیا۔ {۳}

فضل و کمال : خطیب تمام علوم اسلامیہ میں ممتاز تھے، مگر حدیث، تاریخ اور فقہ میں فائق تھے۔ ان کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ علمائے فن نے ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، اتقان، امانت و دیانت، اور روایت و درایت میں اہمیت کا اعتراف کیا ہے۔ اسماء الرجال اور جرح و تعدیل میں بھی یکتا تھے۔ علمائے فن کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

> "خطیب حدیث رسول کی معرفت، حفظ و ضبط، اتقان اور فنون علل و اسناد، صحیح و غریب فرد و منکر اور سقیم و غیر معتبر روایات کی شناخت اور تمیز میں آخری اور نامور محدث تھے"۔ {۴}

امام ابو اسحاق شیرازی خطیب کے اساتذہ میں سے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ

"خطیب کا درجہ حدیث میں بہت بلند ہے اور حدیث و علوم حدیث میں ان کو جو کمال حاصل ہے اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں"{۵}۔

حافظ ابن عبد البر قرطبی جو خطیب کے معاصر اور بلند پایہ محدث تھے' اپنے فضل و کمال کی وجہ سے "حافظ مغرب" کہلاتے تھے اور خطیب کو "حافظ مشرق" کا لقب ملا تھا۔ حافظ ابن کثیر ان کو مشاہیر محدثین میں شمار کرتے ہیں{۶}۔ علامہ ابن خلکان نے انہیں حافظ حدیث کا لقب دیا ہے{۷}۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ خطیب فنون حدیث میں فائق تھے{۸}۔ حافظ ذہبی نے انہیں امام و حافظ کبیر اور محدث شام و عراق لکھا ہے{۹}۔ ابن سبکی نے حدیث میں اُنکی مہارت فن' عظمت شان اور امامت و جلالت کا اعتراف کیا ہے{۱۰}۔

خطیب حدیث میں صاحب کمال ہونے کے ساتھ ساتھ جرح و تعدیل کے فن میں بھی یکتا تھے اور روایات و احادیث کی شناخت و تمیز میں ماہر تھے۔ ان کے حدیث اور فن جرح و تعدیل میں صاحب کمال ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خلیفہ وقت نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ

"واعظین' علماء اور محدثین ان کے سامنے پیش کئے بغیر کوئی حدیث بیان نہ کریں۔ جس حدیث کی روایت کی اجازت خطیب دیں وہ بیان کی جائے اور جس حدیث سے منع کر دیں وہ بیان نہ کی جائے"{۱۱}۔

حدیث میں ان کی غیر معمولی بصیرت' گہری تحقیق اور وسیع نقد و نظر کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے جس کو حافظ ذہبی' علامہ ابن سبکی' حافظ ابن جوزی' علامہ ابن خلکان' علامہ سمعانی' امام ابن کثیر' حافظ ابن صلاح اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

"ایک دفعہ کچھ یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے اطراف و جوانب میں آباد ہو گئے تھے' خلیفہ کے سامنے ایک خط پیش کیا اور اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے لکھا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں بھی ثبت تھیں۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ "ہم نے

یہود کے فلاں فلاں قبیلے سے جزیہ معاف کر دیا"۔ خلیفہ نے خط کی اصلیت کا پتہ لگانے کیلئے اسے خطیب کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس خط کو جعلی قرار دیا اور وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس خط میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ کی گواہیاں درج ہیں، حالانکہ فتح خیبر کے وقت حضرت معاویہؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت سعدؓ کو غزوۂ خندق میں ایسا کاری زخم لگا کہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کی وفات غزوۂ بنی قریظہ کے قریبی زمانہ میں ہو گئی تھی اور وہ فتح خیبر کے وقت زندہ ہی نہ تھے۔ چنانچہ یہود نے تسلیم کر لیا کہ انہوں نے یہ خط جعلی بنایا ہے"{۱۲}۔

تاریخ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا اور تاریخ ان کا خاص موضوع تھا۔ علمائے فن نے ان کو بلند پایہ مورخ بتایا ہے{۱۳}۔

فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ وہ نامور فقیہ تھے۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ وہ اصلاً فقیہ تھے لیکن فن حدیث و تاریخ سے ان کو زیادہ سرو کار رہا۔ اس لئے ان علوم کا ان پر غلبہ ہو گیا{۱۴}۔ حافظ ابن سبکی نے ان کو اکابر فقہاء میں شمار کیا ہے{۱۵}۔ ان علوم کے علاوہ خطیب فن قراءت و تجوید اور علوم قرآنی میں بھی ممتاز تھے{۱۶}۔

خطیب کو شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا اور اس میں صاحب کمال تھے۔ اور ان کا اس فن میں صاحب کمال ہونے کا اندازہ ان کی تصنیفات سے ہوتا ہے۔ ان کو لغت و اعراب کے فن سے پوری طرح واقفیت تھی۔ احادیث صحیح اعراب کے ساتھ پڑھتے تھے، شعر و ادب کے بڑے عارف تھے۔ خود بھی داد سخن دیتے تھے۔ یاقوت حموی نے معجم الادباء میں ان کا اسی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ ان کے دو شعر ہیں ؎

ان كنت تبغي الرشاد محضا
لامر دنياك والمعاد
فخالف النفس في هواها
ان الهوى جامع الفساد (۱۷)

"اگر دنیا و عقبیٰ کے معاملہ میں خالص ہدایت کے طلب گار ہو تو نفس کی مخالفت کرو کیونکہ یہ مفاسد اور برائیوں کا سرچشمہ ہے"۔

ابو بکر خطیب کی دماغی قوت بڑی حیرت انگیز اور ذہانت و ذکاوت غیر معمولی تھی۔ علمی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ علامہ ابن خلکان نے ان کو علماء متبحرین میں شمار کیا ہے اور علامہ سمعانی ان کے بارے میں فرماتے ہیں : فضلہٗ اشھر من ان یوصف [۱۸] "ان کے فضل و کمال کو شمار اور بیان نہیں کیا جاسکتا"۔

علمی کمالات کے ساتھ ساتھ شان و شوکت اور ظاہری وجاہت میں بھی بے مثال تھے اور بڑے باوقار، متین اور سنجیدہ تھے۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں : وکان مھیبا وقورًا نبیلاً حظیرًا ثقة [۱۹] "ذی ہیبت، باوقار، پُر عظمت اور ثقہ و سنجیدہ تھے"۔

خطیب زہد و تقویٰ میں بھی بے مثال تھے۔ عبادت و ریاضت سے ان کو بڑا شغف تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا بہت ذوق تھا۔ تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور مطالعۂ حدیث سے جو وقت بچتا وہ عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں بسر ہوتا۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ ایک دفعہ زمزم کا پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دُعا کی :

اول یہ کہ میری کتاب تاریخ بغداد کو شرف قبول اور حسن اعتبار حاصل ہو۔ دوم کہ بغداد کی جامع منصور میں سب سے عمدہ اور مقدس جگہ میں حدیث کی تعلیم و املاء میں مشغول رہنے کی مجھ کو توفیق میسر آئے۔ اور تیسری اور آخری دُعا یہ تھی کہ بشر حانی کی قبر کے متصل ان کے پہلو میں دفن کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تینوں دُعاؤں کو شرف قبولیت بخشا [۲۰]۔

<u>فقہی مسلک</u> : خطیب شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا [۲۱]۔

<u>عقیدہ</u> : محدثین اور اصحاب روایت کی طرح عقائد میں امام ابوالحسن اشعری کے ہمنوا تھے۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں : "وکان یذھب فی الکلام الی مذھب ابی الحسن الاشعری" [۲۲]۔ "وہ کلام و عقیدہ میں مذہب اشعری پر کاربند تھے۔"

<u>ابتلاء و آزمائش</u> : امام ابو بکر خطیبؒ کو اپنی فقہی عصبیت کی وجہ سے ابتلاء و محن سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ شافعی المذہب تھے اور متکلمین و اشاعرہ سے بھی ان کے تعلقات تھے۔ اس کی وجہ سے حنابلہ نے ان کو اذیت دی اور زدوکوب بھی کیا [۲۳]۔

وفات : خطیب رمضان ۴۶۳ھ میں بیمار ہوئے۔ بیماری بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ کو اکہتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کے جنازہ میں لوگوں کا ایک جم غفیر شریک تھا۔ اُن کے استاد امام ابو اسحاق شیرازی بھی جنازہ میں شریک تھے اور جنازہ کے آگے ایک جماعت یہ منادی کر رہی تھی :

هذا الذی کان یذب عن رسول الله ﷺ

هذا الذی کان ینفی الکذب عن رسول الله ﷺ

هذا الذی کان یحفظ حدیث رسول الله ﷺ

"یہ جنازہ اُس شخص کا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے سینہ سپر ہو کر آپؐ کا دفاع کرتا تھا اور آپؐ کی طرف سے کذب و افتراء کی تردید کرتا تھا۔ اور آپ کی حدیثوں کو یاد کرتا تھا{۲۴}۔

تصنیفات : خطیب صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات کی تعداد ایک سو کے قریب بتائی ہے۔ ان کی اکثر تصانیف معدوم اور نایاب ہیں۔ حافظ ابن جوزی ان کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں :

جو شخص ان کا بغور مطالعہ کرے گا وہ خطیب کی قدر و عظمت اور عدیم المثال کارناموں کا اعتراف کرے گا۔ انہوں نے ایسا عظیم الشان علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جو ان سے پہلے اُن سے کہیں زیادہ فائق محدثین و ائمہ مثلاً امام دار قطنی وغیرہ بھی انجام نہیں دے سکے"۔{۲۵}

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے کشف الظنون کے حوالہ سے اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین میں خطیب کی ۳۷ کتابوں کے نام درج کئے ہیں{۲۶}۔ مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے یہاں صرف دو کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے :

شرف اصحاب الحدیث : اس کتاب میں حدیث کے ناقدین اور راویوں کے مراتب و فضائل کے متعلق احادیث و آثار اور علمائے اسلام کے اقوال درج کئے گئے ہیں۔ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ بنام فضائل محمدی کیا۔ یہ کتاب ۱۴۶ صفحات پر محیط ہے اور عربی متن کے ساتھ ۱۳۴۵ھ میں محبوب المطابع دہلی سے شائع

ہوئی۔{۲۷}۔

تاریخ بغداد : یہ خطیب کی عظیم الشان اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ علمائے فن اور اربابِ سیر نے اس کی تعریف کی ہے۔ علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں :

"اگر ان کی اور تصانیف نہ بھی ہوتیں تو تنہا یہی کتاب ان کے فخر و شرف اور فضل و کمال کے لئے کافی تھی اور اس سے ان کے علمی تبحر' وسعت مطالعہ اور دقت نظر کا اندازہ ہوتا ہے"۔{۲۸}۔

امام خطیب کو خود بھی اس کتاب پر فخر تھا۔ آپ نے اس کی شہرت و قبولیت کے لئے بیت اللہ میں زم زم کا پانی پی کر دُعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور تاریخ بغداد کو بے نظیر اور حیرت انگیز حسن قبول حاصل ہوا۔ بغداد پر متعدد تاریخیں لکھی گئیں' لیکن جو شہرت اور قبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ کسی اور تاریخ کے حصہ میں نہیں آئی۔ خطیب اس کتاب کے بارے میں خود لکھتے ہیں :

"یہ کتاب مدینۃ السلام (بغداد) کی تاریخ ہے' اس میں اس کی آبادی اور تعمیر کا ذکر اور یہاں کے مشاہیر و اعیان اور علماء و فضلاء کا تذکرہ ہے"۔{۲۹}

خطیب نے اس کتاب کی ترتیب حروف معجم کے مطابق کی ہے لیکن جن لوگوں کا نام محمد ہے' ان کا بطور تبرک پہلے ذکر کیا ہے۔

تاریخ بغداد صرف رجال کا تذکرہ ہی نہیں ہے بلکہ رجال کے حالات کے ضمن میں علمی دقائق اور مجتہدانہ مباحث بھی بیان کئے گئے ہیں۔ صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ چلپی کہتے ہیں :

فکتب علی طریقة المحدثین جمع فیه رجالها او من وردبها وضم الیه فوائد جمة' فصار کتابا عظیم الحجم والنفع {۳۰}

"اس میں محدثین کے انداز اور طریقہ کے مطابق بغداد کے رجال و واردین کا تذکرہ اور دیگر بے شمار فوائد شامل کئے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب نہایت ضخیم اور منفعت بخش ہو گئی ہے"۔

تاریخ بغداد میں ۷۸۳۱ مشاہیر رجال کا تذکرہ ہے جو مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے

ہیں۔ یہ کتاب ۱۴ جلدوں میں ہے اور صفحات کی تعداد ۶۷۹۱ ہے۔ ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۱ء میں مصر سے شائع ہوئیں۔

تاریخ بغداد پر ایک جامع تبصرہ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے لکھا' جو معارف اعظم گڑھ کے کئی نمبروں میں شائع ہوا۔ پھر ۱۹۴۳ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

تاریخ بغداد میں خطیب نے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے جو حالات درج کئے ہیں اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی نے امام محمدی کے نام سے کیا' جو ۱۳۴۵ھ میں جید برقی پریس دہلی سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۱۵۲ ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب کی دینی خدمات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور ان پر جو ردوقدح کی گئی ہے اس کا بھی ذکر ہے۔ {۳۱}

خطیب پر بعض اعتراضات : خطیب پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کو حنفی اور حنبلی مذہب سے سخت عداوت اور کد تھا۔ حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ خطیب نے امام احمد بن حنبلؒ کو سید المحدثین اور امام شافعیؒ کو تاج الفقہاء لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امام احمد کے تفقہ و اجتہاد کے معترف نہ تھے۔ حافظ ابن جوزی نے امام احمد کے متعلق کرابیسی کا یہ قول اپنی کتاب المنتظم میں نقل کیا ہے : "آخر ہم کیا کریں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارا تلفظ بالقرآن مخلوق ہے تو امام احمد اس کو بدعت کہتے ہیں اور اگر ہم اس کو غیر مخلوق کہتے ہیں تب بھی اس کو بدعت بتاتے ہیں"۔ {۳۲}

امام ابو حنیفہ کے بارے میں خطیب کے تعصب کا مولانا عبد الرشید نعمانی نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ "امام ابو حنیفہ سے سخت عداوت رکھنے والوں میں خطیب بھی ہیں" {۳۳} علامہ محمد حسین سندھی بھی لکھتے ہیں کہ "امام دار قطنی کی طرح خطیب بغدادی بھی امام ابو حنیفہ کے بارہ میں مفرط غالی تھے"۔ {۳۴}

خطیب کے بارے میں علمائے کرام کا مطمع نظر یہ ہے کہ انہوں نے تعصب کی بنا پر امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کی مخالفت نہیں کی بلکہ مخالفت اور حمایت میں انہیں جو کچھ مواد ملا' اس کو نقل کردیا۔ جیسا کہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی لکھتے ہیں کہ :

"خطیب نے واقعات و اقوال کو ذکر کرنے میں مورخانہ فرض و دیانت سے کام لیا

ہے۔ اس لئے جہاں ائمہ اور رجال کے مناقب سے متعلق اقوال جمع کئے ہیں' وہیں مخالفانہ اور نقد و جرح سے متعلق آراء بھی تحریر کی ہیں۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خود خطیب اس کے قائل تھے یا یہ واقعی ان کی رائے تھی۔"

خطیب نے بطور واقعہ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کرابیسی کا قول نقل کیا ہے' حالانکہ خطیب امام احمد بن حنبل کے بارے میں خود لکھتے ہیں :

من سمعتوه يذكر احمد بن حنبل بسوء فاتهموه على الاسلام {۳۵}

"اگر کسی شخص کو امام احمد بن حنبل کا برائی سے تذکرہ کرتے ہوئے دیکھو تو اُس کے اسلام پر تہمت عائد کرو"۔

علمائے کرام کی یہ رائے ہے کہ خطیب نے اگر کوئی واقعہ نقل کیا ہے تو وہ محض نقل حکایت اور بیان واقعہ ہے' اور واقعہ کی صحت و عدم صحت پر بحث ہو سکتی ہے' لیکن مجرد اس کے نقل کو اعتراض کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

حواشی

{۱} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۱۳

{۲} سمعانی : کتاب الانساب ورق ۲۰۴۔ ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۱۲۔ ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۱

{۳} ابن جوزی : المنتظم ج ۸' ص ۲۶۷ {۴} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۲' ص ۱۰۳

{۵} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲ {۶} ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۲' ص ۱۰۳

{۷} ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان : ج ۱' ص ۴۶ {۸} ابن جوزی : المنتظم' ج ۸' ص ۲۶۷

{۹} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲ {۱۰} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۱۲

{۱۱} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲

{۱۲} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۱۲۔ ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۱۲۔ ابن جوزی : المنتظم : ج ۸' ص ۲۶۷۔ ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۶۔ سمعانی : کتاب الانساب ورق ۲۰۴۔ ابن کثیر : البدایہ والنہایہ' ج ۱۲' ص ۱۰۱۔ ابن صلاح : مقدمہ ابن صلاح' ص ۱۹۲۔ شاہ عبدالعزیز : بستان المحدثین' ص ۴۳

{۱۳} ابن کثیر: البدایہ والنہایہ' ج ۱۲' ص ۱۰۳ {۱۴} ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۶
{۱۵} ابن سبکی : طبقات الشافعیہ' ج ۳' ص ۱۲ {۱۶} ابن جوزی : المنتظم' ج ۸' ص ۲۶۷
{۱۷} شاہ عبدالعزیز : بستان المحدثین' ص ۴۷ {۱۸} سمعانی : کتاب الانساب ورق ۲۰۴
{۱۹} سمعانی : کتاب الانساب ورق ۲۰۴ {۲۰} ابن عساکر تبیین کذب المفتری ص ۲۶۸
{۲۱} ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۴ {۲۲} ابن عساکر تبیین کذب المفتری ص ۲۷۱
{۲۳} ابن کثیر: البدایہ والنہایہ' ج ۱۲' ص ۱۰۲
{۲۴} ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۶۔ ابن عساکر : تبیین کذب المفتری'' ص ۲۶۹۔ ذہبی : تذکرۃ الحفاظ' ج ۳' ص ۳۳۹
{۲۵} ابن جوزی : المنتظم' ج ۸' ص ۲۶۲ {۲۶} ضیاء الدین اصلاحی : تذکرۃ المحدثین ج ۲' ص ۳۰۱ تا ۳۰۵۔
{۲۷} محمد مستقیم سلفی : جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۴۹۷
{۲۸} ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان' ج ۱' ص ۴۶۰
{۲۹} خطیب بغدادی : تاریخ بغداد' ج ۱' ص ۳ {۳۰} حاجی خلیفہ : کشف الظنون' ج ۱' ۲۲۱
{۳۱} ضیاء الدین اصلاحی : تذکرۃ المحدثین ج ۲' ص ۳۱۱۔ محمد مستقیم سلفی : جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات' ص ۵۵۲ {۳۲} ابن جوزی : المنتظم' ج ۸' ص ۲۶۸
{۳۳} عبدالرشید نعمانی : ماتمس الیہ الحاجۃ عن یطالع سنن ابن ماجہ' ص ۳۲
{۳۴} محمد معین سندھی : روایات اللبیب' ص ۳۴۴
{۳۵} خطیب بغدادی : تاریخ بغداد' ج ۸' ص ۶۵

بقیہ : فقہی تفاسیر کا آغاز وارتقاء

(۲۹) القرشی' الجواہر المضیہ' ۲ : ۱۵۶ (۳۰) حاجی خلیفہ' ۲۰
(۳۱) مخطوطہ الازہر لائبریری میں محفوظ ہے (۳۲) ایضاً
(۳۳) ذہبی' التفسیر والمفسرون' ۲ : ۴۳۷ (۳۴) تفصیلی تبصرے کا انتظار کیجئے
(۳۵) مخطوطہ دار الکتب المصریہ میں محفوظ ہے (۳۶) ذہبی' التفسیر والمفسرون' ۲ : ۳۶۵
(۳۷) مولف نے یہ کتاب سولہ سال کی عمر میں اپنے زمانہ طالب علمی میں تالیف کی۔